ناول

صفر کی توہین

اشعر نجمی

صادقین نے کہا تھا ’میں ڈرائنگ روم کا نہیں ڈسٹ بن کا فنکار ہوں‘۔ میرے بارے میں بھی آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ میں بھی سجاوٹ کی چیز نہیں ہوں بلکہ اغلب ہے کہ آپ کے ڈرائنگ روم یا بُک شیلف پر میری موجودگی کے سبب بعض احباب آپ کے ذوق جمال پر سوالیہ نشان ثبت کردیں۔ اسی لیے میں بھی فخریہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ڈسٹ بن کا ناول نگار ہوں کہ اس ڈسٹ بن میں میرے ساتھ بہت سے ایسے دوسرے ناول نگار موجود ہیں جو میری طرح ادب کو تخلیے کی انسانی کیفیت سمجھتے ہیں۔ میری طرح ان کا بھی عقیدہ ہے کہ ادب ایک نرالے پن اور انفرادیت کا احساس دیتا ہے اور اس طرح وہ ادیب اور قاری دونوں کو سماجی حیوان سے ایک خود مختار وجود میں تبدیل کر دیتا ہے۔

ESBAAT PUBLICATIONS
more than just books

esbaat quarterly
+91 8169002417
@Asharnajmi2
esbaat_editor
asharnajmi2020@gmail.com
www.asharnajmi.com

9789391037260

₹ 400/-

صفر کی توہین

(ناول)

اشعر نجمی

ESBAAT
PUBLICATIONS
more than just books

© Ashar Najmi
Sifar Ki Tauheen (Novel)
by Ashar Najmi
Esbaat Publications, Thane, India
1st Edition : March, 2022
Printer: Sangam Prints, Anderi (E), Mumbai
ISBN: 978-93-91037-26-0

Rs. 400/-

اس کتاب کا کوئی بھی حصہ مصنف یا ناشر کی پیشگی اجازت کے بغیر کسی بھی وضع یا جلد میں کلّی یا جزوی، منتخب یا مکرر اشاعت یا بہ صورت فوٹو کاپی، ریکارڈنگ، الیکٹرانک، میکینیکل یا ویب سائٹ پر اَپ لوڈنگ کے لیے استعمال نہ کیا جائے۔ نیز اس کتاب پر کسی بھی قسم کے تنازعہ کو نمٹانے کا اختیار صرف ممبئی کی عدلیہ کو ہوگا۔

کتاب: صفر کی توہین (ناول)

مصنف: اشعر نجمی

اشاعت اول: مارچ 2022

سرورق امیج: KUFANG

سرورق: رشید میڈیا (مئو)

خطاط: منور کاتب

سوشل میڈیا ایگزیکیٹو: رضوان الدین فاروقی

ESBAAT
PUBLICATIONS
more than just books

B-202, Universe Darshan, Pooja Nagar Road, Naya Nagar,
Mira Road (East), Dist. Thane - 401107, Maharashtra, India
Contact: +91 8169002417 Email: asharnajmi2020@gmail.com
www.asharnajmi.com

انتساب

الفیہ اور علیشا کے نام

'Black holes are where God divided by zero.'

[Albert Einstein]

’لفظ کی انتہا یہ ہے کہ وہ ہندسے میں بدل جائے۔‘

[خالد جاوید]

کچھ باتیں

دوسرا ناول حاضر خدمت ہے۔

صادقین نے کہا تھا 'میں ڈرائنگ روم کا نہیں ڈسٹ بن کا فنکار ہوں۔' میرے بارے میں بھی آپ ایسا کہہ سکتے ہیں کہ میں بھی سجاوٹ کی چیز نہیں ہوں بلکہ اغلب ہے کہ آپ کے ڈرائنگ روم یا بُک شیلف پر میری موجودگی کے سبب بعض احباب آپ کے ذوق جمال پر سوالیہ نشان ثبت کردیں۔ اسی لیے میں بھی فخریہ کہہ سکتا ہوں کہ میں ڈسٹ بِن کا ناول نگار ہوں کہ اس ڈسٹ بِن میں میرے ساتھ بہت سے ایسے دوسرے ناول نگار موجود ہیں جو میری طرح ادب کو تخلیے کی انسانی کیفیت سمجھتے ہیں۔ میری طرح ان کا بھی عقیدہ ہے کہ ادب ایک نرالے پن اور انفرادیت کا احساس دیتا ہے اور اس طرح وہ ادیب اور قاری دونوں کو سماجی حیوان سے ایک خود مختار وجود میں تبدیل کر دیتا ہے۔

کچھ لوگ ادب کے ابلاغ اور ترسیل کے المیے کی دہائی دیتے ہیں، دراصل وہ خود کو ہر طرح کے قارئین کا نمائندہ سمجھتے ہیں، حالاں کہ ہر قاری ایک سا نہیں ہوتا اور نہ ہر قاری کی ذہنی تربیت اور ان کی پسند و ناپسند ایک سی ہوتی ہے۔ اس لیے اگر کوئی مبصر 'قاری' کی پسند و ناپسند کی بات کر رہا ہو تو اسے شک کی نظروں سے دیکھنا چاہیے کہ کہیں وہ اپنی بے بضاعتی، اپنی محرومی یا اپنی استعداد کو دیگر قارئین کے سر تو نہیں مڑھ رہا ہے؟ جو سب کو خوش

رکھنا چاہتا ہے وہ شخص اکثر اپنے آپ سے ناراض رہتا ہے، اسی طرح جو ادیب ہر قاری کے معیار پر کھرا اترنے کا خواہش مند ہوتا ہے، میری نظر میں وہ خود سے آنکھیں چار کرنے کے لائق نہیں بچتا۔ میں وہی ناول نہیں لکھنا چاہتا، جسے لکھنے کی ضرورت میں نے محسوس کی بلکہ میں ایسا ناول بھی لکھنا چاہتا ہوں جسے میں خود پڑھ سکوں۔

جہاں تک ناول کے موضوع کا تعلق ہے، تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ سارتر نے ایک بار کہا تھا کہ جنوبی ایشیا میں مسائل اور موضوعات کی کمی نہیں، لیکن پتہ نہیں لوگ ان پر کیوں نہیں لکھتے؟ شاید سارتر کو یہ پتہ نہ تھا کہ ہمارے ہاں، بطور خاص اردو معاشرے میں کچھ موضوعات کو شجر ممنوعہ سمجھا جاتا رہا ہے۔ ظاہر ہے ایسے میں کون زمانہ شناس اور معاملہ فہم ادیب بھڑ کے چھتے میں ہاتھ ڈالے گا؟ میں نے یہ غلطی پہلے ناول میں بھی کی تھی اور اس بار بھی کر رہا ہوں۔ برطانوی ناول نگار اور نقاد کنگسلے ایمس (Kingsley Amis) کہتا ہے ’اگر آپ کسی کو ناراض نہیں کر سکتے تو لکھنے کا کوئی فائدہ نہیں‘۔ دراصل شاعری یا فکشن کے بیشتر ادیب و قارئین کا ایک مسئلہ یہ ہے کہ انھیں وہی اچھا لگتا ہے جو ان کے تصورات کی تصدیق کرے، جب کہ ادب عموماً ایسے تصورات کو چیلنج کرتا ہے۔ چنانچہ ایک معقول تخلیق کار کو قارئین سے زیادہ توقع نہیں رکھنی چاہیے۔

گل آرلووٹز (Gil Orlovitz: 1918-1973) نے کیا اچھی بات کہی ہے، ’ہمیں کسی بھی حقیقت کی افسانوی شکل پیش کرنے کا اختیار ہے۔ اور کوئی چیز ایسی نہیں ہے جو حقیقت نہ ہو۔ اور ہمیں اختیار ہے کہ یہ شکل ہم کسی بھی طریقہ سے (الفاظ کے ذریعہ) مرسل کریں۔ اگر ہم چاہیں تو ہمارا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے کہ ہم پڑھنے والے کے ذہن میں ایک تناؤ بنائے رکھیں۔ یہ تناؤ، جو بہ ذات خود سیمابی ہوتا ہے، فن پارے کے وجود کا واحد نشان ہے۔‘

میرے نزدیک لفظ اور معنی کے شراب ہو جانے کا نام ادب ہے۔ جن چیزوں سے شراب بنتی ہے، ان میں نشہ نہیں ہے بلکہ ان کے امتزاج میں ہے۔ لٰہذا لفظ اور معنی اپنی

علیحدہ شکل میں ادب نہیں بلکہ اپنے ملاپ میں ہیں۔ مثلاً ناول نگار اظہار میں نہیں، اشاروں پر یقین رکھتا ہے۔ لفظ ہے کیا؟ لفظ اجتماعی لاشعور کا اشارہ ہی تو ہے۔ لیکن ایک اور حقیقت بھی ہے کہ جس ناول پر کچھ ایسا لکھا ہوا نظر آئے: 'اس تخلیق کا کسی شخص، شے، واقعہ یا مقام سے کوئی تعلق نہیں، محض اتفاق ہے'؛ تو اسے بطور شہری پڑھنے سے گریز کرنا چاہیے۔

اس ناول کو لکھتے ہوئے میرے پاس دو آپشن تھے:

(1) اپنے پہلے ناول یا بیشتر ناولوں کی طرح میں تخیلی کردار اور تخیلی واقعات کا سہارا لوں، یا

(۲) میں اصلی کردار اور اصلی واقعات کو اپنے وجود کا حصہ بنا کر انھیں تخیلی رنگ میں رنگ دوں۔

میں نے اس بار دوسرے راستے کا انتخاب کیا۔ اصل چیلنج دوسروں کے اندر بیٹھ کر لکھنا ہوتا ہے، اپنے کندھوں پر دوسرے کا سر لگا کر سوچنا ہوتا ہے۔ یہ تجربہ ایک ناول نگار کے لیے ایک چھوٹے سے جہاز پر تنہا اڑنے کے مترادف ہے، اس میں آپ کے اندر بیٹھا قاری 'نیوی گیٹر' (Navigator) کی طرح کام کرتا ہے۔ لہٰذا ناول نگار کیسا بھی ہو، مگر اسے ایک اچھا قاری ضرور ہونا چاہیے۔

اگرچہ زیرِ نظر ناول، ناول ہی ہے، کوئی ریسرچ پیپر نہیں ہے لیکن یہ ناول بھی اسی دنیا میں رہنے والے کئی اشخاص، شے، واقعے اور مقام سے ہم رشتہ ہے۔ بہت سی کتابیں، خبروں، سرگزشتوں اور خودنوشتوں وغیرہ کو بطور خام مواد، تخیل کو مہمیز کرنے کے لیے استعمال میں لایا گیا ہے۔ زیرِ نظر ناول کے ایک کردار کے مطابق: 'دیکھنا ایک مہم بھی ہے، ایک سفر بھی ہے۔ ہم جس وقت کچھ دیکھ رہے ہوتے ہیں، اس میں ہمارا تخیل بھی شامل ہوتا ہے۔ دیکھنا اسی تخیل کا ایک چھوٹا سا حصہ ہے، عجیب وغریب تجربوں سے بھرا ہوا۔'

اشعر نجمی

یکم فروری 2022